یہ سن امام سے روح الامین نے بھر دم سرد	چلا یہ عرش کو کہتا ہوا بہ روز نبرد
حسین جان گرامی فدائے امت کرد	رد است امت اگر جان کند فدائے حسین
بجز شاہ شہیدان ذبیح تیغ ستم	الٰہی غم نہ ہو سودا کو جز حسین کے غم
نہ ہووے چشم بھی اس کی بجز محرم نم	جو بعد مرگ ہو مدفن تو کربلائے حسین

مرثیہ حضرت امام حسینؑ

جسکو دیکھا زیر فلک سو غم سے آج مکدر ہے
بہ رنگ ہما خونابۂ دل سے جسکا دامن کیا لگا د
غبار گرد دیوار سے در تک جس گھر کو فنا کے بیچ
آہ و فغان سے بھری ہوئی ہے نگر نگر کی گلی گلی
غم ہو کس کا جی میں برابر سر پا برہنہ شاہ و گدا
رکھے ہے داغ جگر پر مہر کے دلکو ہے تب و تاب
آمد و شد شادی و الم کی رائج تھی ہر سینے میں
سو چون ہوں یہ ولیکن اپنے غم کی یہ حسرت سے
ایسا کوئی اور نہیں ہے جسکی مصیبت کے یوں ہو
سو یہ مصیبت جان پہ اسکی نہیں پڑے اعدا سے تھی
ظلم کے دریا میں یوں یار ڈوب گیا ایسا انصاف
پانی اجس جا گر پہونچ مورد تیغ سبحان اللہ
قطع ہوا ہے تن پر اسکے مظلومیت کا جامہ
ایک تن تنہا کی خاطر اتنے حربے ہوئی جمع
تیر جو بیٹھا سینے پہ اسکے جور و جفا کی چڑھکے کمان
تیغ و تبر کے زخموں کا میں حال لکھوں کیا ہائے ستم
خنجر کا کیا زخم بتاؤں ہائے مصیبت واد بلا
فاطمہ لیکر جسکو سو میں کہیے کیا قسمت کی بات
وہ رہے دھو دھو بالا جسکو فاطمہ نے تا سال اسال

اب جو صورت نظر پڑی ہے خاک کی ڈھیری سر پہ ہے
جسکی اشک آنکھوں سے ٹلے ہے لخت جگر کا بہر ہے
بھرا ہوا لہو ہوے سر کے اشکا ہر اک تھر ہے
جوں گوچہ زنجیر کا ہووے یوں تسبیوں با سم گھر ہے
بھرے ہوئے ہاتھ میں یکساں شکل کلاہ و افسر ہے
جتنے ثوابت ہیں سو حیران جو سیارہ سو مضطر ہے
خوشی سے آنکھ اب دیکھیں یہ غم سد سکندر ہے
چھوٹے سے لے بڑے تک احوال سبھوں کا بدتر ہے
اگر وہ جس کا باپ علی ہے فاطمہ جسکی مادر ہے
پیا وہ پانی پیاسا اسکے خون کا سارا لشکر ہے
حال یہ جسکا سنو ہو تم سو ابن ساقی کوثر ہے
پیاس کے مارے وان جیب اسکی حلق و دہن کا باہر ہے
واسطے اسکے تیر سے لیکر تیغ و تبر یا خنجر ہے
مہر تلے کیا آج قضا کے قتل کا اسکے محضر ہے
ادھر تو سو فار ہی تکا بھال سرے سب ادھر ہے
سر سے لیکر تا بقدم سب ٹکڑے ٹکڑے پیکر ہے
قہر کیا ایسا کچھ ان نے جسکے سبب وہ بے سر ہے
سو وہ خاک کے اوپر یوں اب لے بالش بے بستر ہے
سو پہ رحم اب نیزے کا وہ ہر گیسوئے عنبر ہے

اسے تو دن بکیں کرار اگھر کو گیا، یہ یوں تاراج
نہ بیٹے کے سر پہ چیرہ نہ بیٹی پر چادر ہے
برگ سے گل کے تلوے نازکتر ہیں جنکے سو پھیا
پائے برہنہ جاتا ہے ہر خار جنگل کا نشتر ہے
انکے سوا اک اور مصیبت واسطے انکے کام بکام
دھوپ کی شدت سے ہر کنکر دے زمین پر انگر ہے
نہیں گذرتا اتنا ہر گز جی میں اہل شقاوت کے
قتل کیے سب بیٹے باقی ایک سبط پیمبر ہے
جاتی ہیں جو خوار و نزار اونٹو کی پشت پہ بے محمل
کوئی ماں انمیں ہے انکی کوئی انکی خواہر ہے
جنھوں کی جانب یاس ادب سے نہ کی ملک نے کبھو نگاہ
صورت و سر ان لوگوں نے مقنع نہ چادر ہے
شام لیے جاتے ہیں انکو اس صورت سے ہای ستم
کوئی نہ اب مونس ہے انکا کوئی نہ انکا یاور ہے
پرے چلو جتنا فے بکارین تک ہمسائی اہل عناد
نے تاثیر انکے نالے میں نے فریاد موثر ہے
کون ہے ایسا رحم کرے جو حال پہ انکے آجکے دن
کس سے کہیں وہ درد کو لینے داد رس کا داور ہے
غرض جو کچھ گذرے ہے اُس پر تاب کسے ہے سننے کا
بس تو اب خاموش ہو سودا حالت صبر کی ابتر ہے
عقل فلاطون جگر میں ہے کون اس جو کا ہے موجد
جو ظلم اس پر آج ہوا مقدور فلک سے باہر ہے
اشک کی جا گر خون کے قطرے ہر اک چشم سے گرتے ہیں
خوب رلایا سب کو تو نے اسکی جزا ئے اکبر ہے

مرثیہ

کیا ہوا ہائے خدا آج حسین مظلوم
کشتۂ تیغ جفا آج حسین مظلوم

تشنہ کربل میں موا آج حسین مظلوم
کس جگہ ہو گا پڑا آج حسین مظلوم

کہنے سے کوفیوں کے کرب و بلا میں آکر
تیغ اور تیر کے زخم اپنے بدن پر کھا کر

خویش و فرزند و برادر یہ سبھی کٹوا کر
ذبح خنجر سے ہوا آج حسین مظلوم

مکر سے شامیوں نے اسکے تئیں بلوایا
آخر الامر سر اپنے کے تئیں کٹوایا تو

قول و فعل انکے سے وہ کرب و بلا میں آیا
کھا گیا اُن کی دغا آج حسین مظلوم

لڑنے میدان میں سپاہی جو کوئی جاتا ہے
مکڑے اسطرح کوئی آپ کو کرواتا ہے

یوں بھی ہوتا ہے کہ لڑ بھڑ کے وہ پھر آتا ہے
ٹھور جوں رہ گئیں رہا آج حسین مظلوم

لاڈ کی بات نبی جن کی سدا سہتا تھا
جسکو آفاق حسین ابن علی کہتا تھا

رات دن دوش مبارک ہی پہ جو رہتا تھا
اسکو عالم نے کہا آج حسین مظلوم

وہ جگر فاطمہ کا اور علی کا دلبر
خاک پر دھوپ میں تن اسکا پڑا ہے بے سر